کیا سامع کے علاوہ کوئی اور شخص لقمہ نہیں دے سکتا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-8819 تاریخ: 18-03-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں انتظامیہ کی جانب سے یہ لکھ کر لگایا ہے کہ سامع کے علاوہ کسی فرد کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں ہے، دیگر مساجد میں بھی اس طرح کا رجحان دیکھا ہے کہ کسی اَور کے لقمہ دینے پر سختی برتی جاتی ہے، بعض اوقات حافظ صاحب غلطی کر رہے ہوتے ہیں اور سامع بتا نہیں پا رہا ہوتا، تو کیا ایسی صورت میں بھی کوئی دوسرا فرد لقمہ نہیں دے سکتا؟ حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ حافظ صاحب غلطی کر رہے ہیں اور وہ بتا بھی سکتا ہو، رہنمائی فرمایئے شریعت اس بارے میں کیا رہنمائی کرتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

قوانین شریعت کی روشنی میں اگر امام نماز میں ایسی غلطی کر رہا ہو کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، تو اصلاحِ نماز (نماز کی درستی) کے لیے ہر مقتدی پر بتانا فرضِ کفایہ ہے، ان میں سے کسی ایک نے بھی بتا دیا، تو سب کے ذمہ سے فرض اتر جائے گا، اگر کوئی بھی نہ بتائے، تو جتنے جاننے والے ہوں گے، سب گنہگار ہوں گے اور اگر اس غلطی سے نماز فاسد نہ ہوتی ہو، تب بھی اگر کوئی آیت یا اس کا کلمہ رہ جائے، تو لقمہ دینا جائز ہے، بلکہ تراویح میں پورے قرآن کریم کا ختم کرنا مقصود ہوتا ہے

اور کچھ حصہ بھی رہ جانے سے یا کسی غلطی کے ساتھ وہ مکمل نہیں ہو گا، لہٰذا جب امام نہ پڑھ پا رہا ہو یا کچھ حصہ چھوڑ کر آگے پڑھنا شروع کر دے، تو اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ بھی خرابی نہیں آئے گی، تب بھی بتایا جائے تاکہ ختمِ قرآن کریم کا مقصود پورا ہو سکے، نیز ایسا نہیں ہے کہ کسی ایک مخصوص فرد کو سامع مقرر کر دینے سے بقیہ افراد کو بتانے کی اجازت نہیں رہتی، لہٰذا جب شریعتِ مطہرہ نے یہ حق عام مقتدیوں کو دیا ہے، تو انتظامیہ یا کسی دوسرے فرد کے منع کرنے سے وہ حق ختم نہیں ہو سکتا۔

اور جہاں تک صورتِ مذکورہ میں انتظامیہ کے اس طرح منع کرنے اور سختی برتنے کا تعلق ہے، تو مطلقاً (یعنی ہر صورت میں) یہ عمل درست نہیں ہے، بلکہ بعض صورتوں میں منع کرنے والے سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے، البتہ اگر غلط لقمہ دینے والوں یا جان بوجھ کر امام کو تشویش میں ڈالنے والوں کو منع کیا جاتا ہو، تو یہ بالکل درست اور جائز بات ہے۔

جب امام ایسی غلطی کرے جو مفسدِ نماز ہو، تو ہر مقتدی پر بتانا فرض کفایہ ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: ”امام جب ایسی غلطی کرے جو مُوجِبِ فسادِ نماز ہو، تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے، ان میں سے جو بتا دے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا، تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکبِ حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی۔“ وذلک لان الغلط لما کان مفسدا کان السکوت عن اصلاحہ ابطالا للصلاۃ وھو حرام بقولہ تعالیٰ ﴿وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾ ”یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ غلطی جب نماز کو فاسد کرنے والی ہو، تو اس کی اصلاح کرنے پر خاموشی، نماز کو باطل کرنے کا باعث ہے اور یہ (عمل کو باطل کرنا) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک "**اور اپنے اعمال باطل نہ کرو**" کی وجہ سے حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 07، صفحہ 280، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: قراءت میں اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز فاسد ہوتی ہے، جب تو اصلاحِ نماز کے لیے لقمہ ضرور ہے اور اگر ایسی غلطی نہیں جب بھی صحیح لقمہ دے سکتا ہے اور امام لے سکتا ہے، اگرچہ تین آیتیں پڑھ چکا ہو۔" (فتاویٰ امجدیہ، جلد1، صفحہ277، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

لقمہ دینا شرعاً سب مقتدیوں کا حق ہے، اس لیے کہ احادیث مبارکہ اور اقوالِ فقہاء میں لقمہ دینے کا حکم مطلق بیان ہوا ہے اور فقہ کا اُصول ہے کہ "المطلق یجری علی اطلاقہ" یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے، چنانچہ لقمہ دینے کے متعلق سنن ابو داؤد، مستدرک للحاکم، سنن کبری للبیہقی اور دیگر کتبِ احادیث میں ہے: "عن سمرۃ قال: أمرنا النبي صلی اللہ علیہ وسلم أن نرد علی الامام" ترجمہ: حضرت سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام پر اس کی غلطی کو رد کریں۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، جلد1، صفحہ151، مطبوعہ لاھور)

مذکورہ بالا حدیث پاک کے تحت شارحِ بخاری علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:855ھ/1451ء) لکھتے ہیں: "قولہ: أن نرد علی الامام، ارادبہ: أن یفتح علی إمامہ إذا استفتح في الصلاۃ" ترجمہ: حدیث پاک کے الفاظ "أن نرد علی الامام" سے مراد یہ ہے کہ جب امام نماز میں لقمہ مانگے، تو مقتدی اس کو لقمہ دے۔

(شرح سنن أبي داود للعیني، جلد4، صفحہ286، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

اسی طرح سنن کبریٰ للبیہقی کی حدیث پاک میں ہے: "عن أبي عبد الرحمن قال: قال علي رضي اللہ عنہ: من السنۃ أن تفتح علی الامام إذا استطعمك، قلت لأبي عبد الرحمن: ما استطعام الامام؟ قال: إذا سکت" ترجمہ: حضرت ابو عبد الرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں

کہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے، تو اسے لقمہ دو، (روای کہتے ہیں) میں نے حضرت ابو عبد الرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ امام کے مانگنے کا مطلب کیا ہے؟ تو فرمایا کہ جب وہ خاموش ہو جائے۔

(السنن الکبری للبیھقی، جلد3، صفحہ302، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مذکورہ بالا دونوں احادیثِ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا: ”**اور ان (لقمہ دینے کے) تمام احکام میں جملہ مقتدی یکساں ہیں، امام کو بتانا کسی خاص مقتدی کا حق نہیں، ارشاداتِ حدیث وفقہ سب مطلق ہیں۔**“

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ283، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

مزید امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”کتبِ مذہب میں عموماً ”**یجوز فتحہ علی امامہ**“ فرمایا، جس میں ضمیر مطلق مقتدی کی طرف ہے کہ اسے امام کو بتانے کی اجازت ہے، مسئلہ کی دلیل جو علماء نے فرمائی وہ بھی تمام مقتدی کو شامل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ283، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جس علت کی طرف اشارہ کیا اس کو علامہ ابن نجیم مصری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 970ھ/1562ء) ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”لو فتح علی إمامه فلا فساد لأنه تعلق به إصلاح صلاته... لأنه لو لم يفتح ربما يجري على لسانه ما يكون مفسدا فكان فيه إصلاح صلاته ولا طلاق ما روي عن علي رضي الله عنه: ”إذا استطعمكم الامام فأطعموه“ واستطعامه سكوته ولهذا لو فتح على إمامه بعدما انتقل إلى آية أخرى لا تفسد صلاته وهو قول عامة المشائخ لاطلاق المرخص“ ترجمہ: اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے، تو نماز فاسد نہیں ہوگی، کیونکہ اس کے ساتھ اصلاحِ نماز متعلق ہے۔۔۔ اور اس لیے کہ اگر وہ لقمہ نہ دے، تو بعض اوقات امام کی زبان پر ایسے کلمات جاری ہو جاتے ہیں، جو مفسدِ نماز ہوتے ہیں، نیز اس لیے بھی کہ

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم سے مروی اس حدیث "جب امام تم سے لقمہ مانگے، تو اسے لقمہ دو" کا اطلاق بھی یہی تقاضا کرتا ہے اور امام کا قراءت سے سکوت کرنا، لقمہ طلب کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر امام کے دوسری آیت شروع کر دینے کے بعد لقمہ دیا گیا، تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہے، کیونکہ لقمے کی اجازت دینے والی نصوص مطلق ہیں۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ۔۔۔، جلد 2، صفحہ 10، مطبوعہ کوئٹہ)

سامع کو مقرر کرنے سے دوسروں کا حق ساقط نہیں ہو جاتا، جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے: "قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کے یہ معنیٰ نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیال سے یہ قصد کرے بھی، تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شرع مطہر نے عام مقتدیوں کو دیا کیونکر سلب (ختم) ہو سکتا ہے؟"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 284، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لقمہ دینے میں جلدی نہ کی جائے، چنانچہ اس حوالے سے ہدایہ، بنایہ، تبیین الحقائق اور درر الحکام وغیرہا کتبِ فقہ میں ہے: "(وینبغي للمقتدي أن لا یعجل بالفتح) لامکان الاستفتاح" ترجمہ: اور مقتدی کو چاہیے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے، اس لیے کہ ممکن ہے کہ امام خود لقمہ طلب کر لے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، جلد 2، صفحہ 416، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

غیر سامع کے لقمہ دینے کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے مفتی محمد وقار الدین رضوی رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1413ھ / 1992ء) لکھتے ہیں: "قرآن غلط پڑھا جائے گا، تو سننے والوں پر واجب ہے کہ وہ اس کی تصحیح کریں۔ اس لیے نماز تراویح اور فرض نمازوں میں بھی جب پڑھنے والا غلطی کرے، تو سننے والوں کو لقمہ کی اجازت دی گئی ہے۔ **سامع جو مقرر ہے اسے چاہیے کہ وہ لقمہ دے اور اگر وہ لقمہ نہ دے سکے، تو پیچھے سننے والوں میں سے جو حافظ ہو یا کوئی اور جو اس غلطی کو سمجھتا ہے اور اسے صحیح الفاظ یاد ہیں، تو وہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔** غلطی مختلف طرح کی ہوتی ہے، بعض صورتوں میں تو نماز فاسد ہو جاتی

ہے، وہاں لقمہ دینا ضروری ہے تاکہ نماز صحیح ہو جائے، ورنہ سب کی نماز فاسد ہو جائے گی اور بعض جگہیں ایسی ہیں کہ حافظ سے کوئی آیت چھوٹ جائے یا کوئی کلمہ پڑھنے سے رہ گیا اور اس سے اگرچہ نماز تو فاسد نہ ہوتی ہو، (مگر) قرآن پورا سننے کا ثواب نہیں ملے گا، جب تک اس کی تصحیح نہ کرلی جائے، بلکہ سلام پھیرنے کے بعد بھی اگر ایسی غلطی یاد آئی یا بتائی گئی، تو آئندہ رکعت میں اس کو صحیح کرلیا جائے اس کے بعد قراءت شروع کی جائے۔"

(وقار الفتاوی، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ235، مطبوعہ بزم وقار الدین، کراچی)

سامع کے علاوہ کسی اَور فرد کے صحیح لقمہ دینے کی وجہ سے اس کو بُرا بھلا کہنا جائز نہیں، جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے: **اور اس (لقمہ دینے) کے سبب کسی مسلمان پر تشدد یا مسجد میں آنے سے ممانعت یامعاذاللہ مسجد سے نکلوا دینا سخت حرام ہے۔"**

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ284، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07 رمضان المبارک 1445ھ/18 مارچ 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے